مفتی اعظم پاکستان کا بنام وزیر داخلہ کھلا خط

دینی مدارس سے غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری، ملک وملت کے لیے کسی بھی پہلو سے، مفید نہیں، مدارس کی قیادت، حکومت کو اس سلسلے میں مسلسل توجہ دلاتی رہی ہے، ۱۲ فروری ۲۰۰۰ء / ۵ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ کو مفتی اعظم پاکستان، مفتی محمد رفیع عثمانی صدر دار العلوم کراچی نے اس وقت کے وزیر داخلہ کو اس سے متعلق ایک خط لکھا تھا، ذیل میں وہ خط افادہ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ ———— ادارہ

مکرم ومحترم جناب جنرل معین الدین حیدر صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ ووفقہ لمایحبہ ویرضاہ

وفاقی وزیر داخلہ، حکومت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پچھلی ملاقات میں، میں نے پاکستان کے بڑے دینی مدارس کا عموماً اور جامعہ دارالعلوم کراچی کا خصوصاً ایک مسئلہ پیش کیا تھا، اب آنجناب کے ارشاد کے مطابق اسے تحریری صورت میں عرض کررہا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ بیرون ملک کے مسلم طلبہ جو معیاری دینی تعلیم کے حصول کے لیے ہمارے یہاں آتے تھے اور فارغ التحصیل ہوکر اپنے اپنے ملکوں میں جاکر دین کی تعلیم وتدریس اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کا نہایت مؤثر ذریعہ بنتے تھے، اس کے نہایت دوررس فوائد حاصل ہورہے تھے۔ یہ طلبہ پاکستان کے بھی "مفت کے سفیر" ثابت ہوتے تھے، کیونکہ دینی مدارس کے طلبہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ:

(الف) وہ اپنے اساتذہ کو باپ کا درجہ دیتے ہیں۔ (ب) جس درس گاہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اسے "مادر علمی" صرف سمجھتے ہی نہیں، بلکہ عملاً بھی اس سے ماں ہی کی طرح محبت رکھتے ہیں اور (ج) جس ملک میں ان کی "مادر علمی" ہے اس سے اپنے وطن کی طرح پیار کرتے ہیں اور زندگی بھر خود کو اسی ملک کا فرزند سمجھتے ہیں۔

دینی مدارس کے طلبہ کی یہ خصوصیت ایسی معروف ومشہور ہے کہ جو شخص بھی ان کے حالات سے واقف ہو، اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ جو یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر گئے، وہ پاکستان سے والہانہ محبت عشق کے درجے میں رکھتے ہیں اور چونکہ وہ عموماً اپنے علاقوں میں بااثر شخصیت کے مالک ہوتے ہیں، اس لیے جہاں جہاں تک ان کا حلقہ اثر پھیلتا ہے، پاکستان کے مثبت اثرات بھی وہاں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساتھ ساتھ پھیلتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ پچھلی دونوں سیاسی حکومتوں کے دور میں بیرون ملک سے آنے والے طلبہ کو تعلیمی ویزا دینے کا سلسلہ یہ کہہ کر بند کردیا گیا کہ پاکستان کی وزارت داخلہ کو ان کی آمد پر اعتراض ہے کیونکہ "ان سے سیکیورٹی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں"۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس "عذر لنگ" کا بوداپن، آنجناب کی تجربہ کار بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

(الف) کیا ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ دینی مدارس میں بیرون ملک سے آنے والے طلبہ نے یہاں سیکیورٹی کے مسائل پیدا کیے ہوں؟ (ب) اگر پیش آئے ہیں تو ایسے واقعات کی نشان دہی کی جائے، تاکہ ہم بھی ایسے نام نہاد طلبہ کے شر سے اپنے وطن عزیز کی حفاظت کے لیے حکومت سے بھرپور تعاون کرسکیں۔ (ج) اگر ایسے واقعات پیش نہیں

آئے، مگران کا اندیشہ ہے تو یہ سوال ابھرتا ہے کہ ہمارے ملک کی بعض یونی ورسٹیوں میں، جہاں رینجرز کی مسلسل پہرے داری کے بغیر نہ امتحانی نظام محفوظ ہے نہ اساتذہ کی عزت اور جہاں آئے دن تشدد اور قتل تک کے واقعات کے نتیجے میں، امن وامان قائم کرنے کے لیے رینجرز کو اپنی مستقل چوکیاں اور کیمپ قائم کرنے پڑے ہیں اور رینجرز کو اب برسوں سے بعض یونی ورسٹیوں کا لازمی حصہ سمجھا جانے لگا ہے۔ وہاں تو بیرونی طلبہ کے تعلیمی ویزوں پر پابندی نہیں لگائی گئی، کیا وہاں سیکیورٹی کے مسائل کا اندیشہ نہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ درحقیقت یہ ''عذر لنگ'' ان ملک دشمن اور اسلام دشمن عناصر نے گھڑا ہے جو پاکستان کو، اس کے دینی اداروں کو اور ان کے تعمیری کردار کو پھلتا پھولتا دیکھنا نہیں چاہتے اور پاکستان کو ان ''مفت کے سفیروں'' سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں آنجناب کی اطلاع میں یہ بات لانا بھی مناسب ہوگا کہ بھارت اپنے یہاں کے دینی مدارس میں آنے والے بیرونی طلبہ کو فراخدلی سے ویزے دے رہا ہے اور جب سے پاکستان میں اس پر قدغن لگی ہے، بیرونی طلبہ کا رخ بھارت کی طرف مڑ گیا ہے۔ چنانچہ برطانیہ، امریکہ اور کینیڈا میں تو یہ بات ناچیز نے خود مشاہدہ کی ہے کہ وہاں کی مساجد میں اب امام اور خطیب کے منصب پر سب سے زیادہ بھارت کے اور اس کے بعد بنگلہ دیش کے دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء نظر آتے ہیں، حتی کہ وہاں جو مسجدیں اور مدرسے پاکستانی مسلمانوں نے قائم کیے ہیں، ان میں بھی پاکستان کے بجائے ان ہی دو ملکوں کے فاضلین زیادہ نظر آتے ہیں۔ ان حالات میں آنجناب سے ملک وملت کے نام پر درخواست ہے کہ براہ کرم: ۱۔ پاکستان کے دینی مدارس میں آنے والے غیر ملکی طلبہ کو تعلیمی ویزے دینے کا سلسلہ نہ صرف شروع کیا جائے، بلکہ اس کا طریقہ کار بھی آسان بنایا جائے۔ ۲۔ اگر اس راہ میں سیکیورٹی کے یا کوئی دیگر مسائل واقعی درپیش ہیں تو جن دینی مدارس کے ذمہ داران پر آنجناب کو اعتماد ہو، ان کے مشورے اور تعاون سے ان مسائل کو حل کرلیا جائے۔ اس سلسلے میں دینی مدارس کے ذمہ داران انشاء اللہ کسی مثبت تعاون سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس مقصد کی خاطر تفصیلات طے کرنے کے لیے کوئی میٹنگ رکھ لی جائے تو امید ہے کہ کام میں آسانی ہوگی اور غیر ضروری تاخیر سے بچا جاسکے گا۔

۳۔ اس پہلو پر بھی براہ کرم ضرور نظر فرمائی جائے کہ بظاہر اب بھی کچھ نہ کچھ بیرونی طلبہ، کچھ نہ کچھ مدارس میں کسی نہ کسی طرح سے آکر داخلہ لیتے ہیں۔ مگران کا قیام شاید یہاں پوری طرح قانونی نہ ہوتا ہو، آنجناب اس سے اتفاق کریں گے کہ قانون کی نظروں سے چھپ کر رہنے والے طلبہ کے مقابلے میں وہ طلبہ زیادہ ذمہ دارانہ کردار کے حامل ہوں گے جو یہاں قانونی طریقے سے، قانون کی نظر میں رہ کر دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوں گے۔ اس سلسلے میں آنجناب کے جواب اور پیشرفت کا انتظار رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کے اس بحرانی دور میں آپ سے وہ سارے کام لے لیں، جن کی آپ کی نیک نامی کے باعث قوم منتظر ہے اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ والسلام

(مولانا مفتی) محمد رفیع عثمانی

رئیس الجامعۃ دارالعلوم کراچی